نمبر ۱۲۲ | مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۳ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ۱۱- اپریل بوقت چار بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج بارہ بجے دن تک تو اچھی رہی۔ لیکن اس کے بعد پھر متلی اور بخار کی شکایت ہو گئی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ کیفیت جگر کی خرابی کے باعث بتلائی ہے۔ اور علاج بھی تجویز کیا ہے۔ احباب دُعائے صحت فرمائیں۔

۱۱- اپریل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی کوٹھی دار الحمد میں خانصاحب منشی فرزند علی صاحب

۱۰- اپریل بعد نماز عشا مسجد اقصےٰ میں جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ذکرِ حبیبؑ پر دلچسپ تقریر کی۔

مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل رکن ادارہ "الفضل" کا نکاح

۱۰- اپریل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے انور بیگم صاحبہ بنت مرزا محمد اشرف صاحب افسر جائداد صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ ایک ہزار

جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب مبلغ انگلستان کی تشریف آوری

سٹیشن پر شاندار استقبال

حسب پروگرام جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن و مبلغ اسلام ۱۰- اپریل کو بارہ بجے کی ٹرین سے قریباً پانچ سال کے بعد تشریف لائے۔ سٹیشن پر احباب کثیر تعداد میں اپنے مجاہد بھائی کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی باوجود ناسازیٔ طبع اور بہت نقاہت کے اپنے خادم کی عزت افزائی کے لئے سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ خانصاحب کے گاڑی سے اُترنے پر حضور نے انہیں شرفِ معانقہ بخشا۔ پھر نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے ایک ہار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اور ایک جناب خانصاحب کو پہنایا گیا۔ خانصاحب کی طبیعت دوران سفر میں چونکہ کچھ علیل ہو گئی تھی۔ اس لئے مسافر خانہ میں آپ کے بیٹھنے کے لئے کرسی بچھا دی گئی

ان کے ساتھ مصافحہ اور بعض نے معانقہ کیا۔ گاڑی آدھ گھنٹہ لیٹ پہنچی تھی۔ اور پھر آدھ گھنٹہ سے زیادہ خانصاحب کو مجمع سے مصافحہ کرنے میں لگا۔ اس عرصہ میں حضور سٹیشن پر ہی رونق افروز رہے۔ مصافحوں کے بعد خانصاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ موٹر میں سوار ہو کر قصبہ میں تشریف لائے۔ اور مسجد مبارک میں نفل ادا کئے۔ جب خانصاحب مسجد مبارک میں پہنچے۔ تو شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کسی سے وضو کے لئے پانی لانے کو کہا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنفسِ نفیس اندر سے جا کر پانی کا لوٹا بھر لائے۔ اس سے حضور کی اپنے خدام کے متعلق شفقت اور ذرہ نوازی ظاہر ہے۔ خانصاحب مسجد مبارک میں نفل ادا کرنے کے بعد موٹر میں ہی

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

بھڈال میں ایک عبرت انگیز واقعہ

محمد رمضان صاحب موضع اٹھوال ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں۔ کہ مارچ ۱۹۳۲ء میں موضع بھڈال کے ایک مدرس نے ایک مجمع کے سامنے کہا تھا۔ کہ اگر مجھ پر عذاب نازل نہ ہوا۔ تو اٹھوال کے احمدیوں کو جماعت احمدیہ سے علیٰحدہ ہونا پڑے گا۔ ورنہ وہ حرامزادے ہونگے۔ اس کے نتیجہ میں دسمبر ۱۹۳۲ء میں وہ شدید طور پر بیمار ہوا۔ اور اب تک بیمار ہے میں نے اسے ایک چٹھی لکھ کر سچی توبہ کی طرف متوجہ کیا۔

جماعت احمدیہ کٹک کی تبلیغی مساعی

مولوی عبدالستار صاحب ایم۔ اے کٹک سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۵ مارچ کو مولوی عبدالرحیم صاحب کیرنگ سے بمقام پیپلی ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے۔ لیکن وہاں کے غیر احمدیوں نے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام نہ کرنے دی۔ اس لئے پیپلی کے ہندوؤں نے ۲۳۔ مارچ کو انہیں دوبارہ آکر تبلیغ کرنے کی دعوت دی۔ مولوی صاحب معہ بیس دیگر احباب کے وہاں پہنچے اور پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ معززین کو خوب تبلیغ کی۔ لوگوں نے ان کی باتوں کو نہایت دلچسپی کے ساتھ سنا۔ اور بہت اچھا اثر قبول کیا۔ وہاں سے ۲۵۔ کو واپس آئے۔ اس موقعہ پر بھی بعض غیر احمدیوں کی طرف سے شرارت جاری رہی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام رکھا۔

بھٹنڈا میں احمدی مبلغ کا لیکچر

برادر عبدالغنی صاحب بھٹنڈا سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۔ اپریل یہاں آدیوں کی کانفرنس تھی۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں کو مذہب نے انسانوں میں مساوات قائم کرنے کے کیا کیا ذرائع بتائے ہیں " کے موضوع پر اظہار خیالات کی دعوت دی گئی تھی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب شامل ہوئے۔ اور اگرچہ ہمارے اصرار کے باوجود انہوں نے نصف گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ دیا۔ تاہم مولوی صاحب نے اس قلیل عرصہ میں مضمون کو ایسے لطیف پیرایہ میں بیان کیا کہ دوست دشمن سب نے پسند کیا۔ اختتام کانفرنس پر صاحب صدر نے مولوی صاحب کے طرز بیان۔ اور مدلل تقریر کی تعریف کی۔

غیر احمدی علماء کا موضع دھوریہ میں مناظرہ سے فرار

موضع دھوریہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ۲-۳۔ اپریل کو غیر احمدیوں نے جلسہ کیا۔ ۲۔ اپریل ۹ بجے جلسہ شروع ہوا۔ اور کئی ایک مولویوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف غلط بیانیاں کیں۔ اختتام جلسہ پر مولوی عبدالخالق صاحب احمدی مولوی فاضل نے غیر احمدی علماء و سکرٹری سے کچھ وقت طلب کیا۔ تاکہ لوگوں پر حقیقت آشکارا کی جائے۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم مناظرہ کے لئے وقت دے سکتے ہیں۔ ویسے تقریر کے لئے وقت نہیں دینگے۔ دوسرے دن مورخہ ۳۔ اپریل کو علے الصباح اُن کا چیلنج مناظرہ منظور کیا گیا۔ اور پے در پے ہم نے چیلنج بھیجے۔ مگر صدائے برنخواست۔ مولوی سعدالدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نائب مہتمم تبلیغ ضلع جہلم مناظرہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھے۔ مگر انہوں نے اپنا جلسہ شروع کر دیا۔ اور جواب نہ دیا۔ مولوی سید احمد صاحب الوری نے اپنی تقریر شروع کی۔ حاجی احمد خاں صاحب ایاز ڈسٹرکٹ انسپکٹر احمدیہ کورنے اور مولوی عبدالخالق صاحب مولوی فاضل نے بار بار مولوی صاحب کو غلط حوالہ جات بیان کرنے سے روکا۔ مگر مولوی صاحب باز نہ آئے۔ نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لُد کے معنے لدھیانہ کئے ہیں۔ حاجی احمد خاں صاحب ایاز نے جب اس کا حوالہ طلب کیا۔ تو توبہ کی شرط پر حوالہ پیش کرنا چاہا۔ آخر سب علماء نے حوالہ کی تلاش شروع کر دی۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ تک پبلک خاموش بیٹھی انتظار کرتی رہی۔ تین نعت خواں باری باری نعتیں پڑھ پڑھ کر تھک گئے آخر پیر ولائت شاہ صاحب نے کہا۔ کہ حوالہ اس وقت نہیں ملتا۔ بعد میں دے دینگے۔ ایاز صاحب نے کھڑے ہو کر لوگوں کو کہا کہ میں حوالہ خود پیش کرتا ہوں۔ صدر سے اجازت لے دو۔ صدر صاحب یعنی پیر ولایت شاہ کے اجازت دینے پر ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۲۹۷ سے حضرت مرزا صاحب کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔ کہ لُد کے معنے جھگڑنے والے لوگ ہیں۔ اور یہ بھی علے الاعلان کہا کہ جیسا مولوی صاحب نے یہ حوالہ غلط دیا۔ ایسے ہی باقی بھی ہیں۔ اگر اجازت ہو۔ تو ان کا بھی جواب دوں۔ مگر اجازت نہ دی گئی۔ مولوی سعدالدین صاحب نے بار بار مناظرہ کے لئے کہا۔ مگر مولویوں نے صاف جواب دے دیا۔ کہ ہم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ ہم اُن علماء اور پبلک دھوریہ کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ تا حق و باطل کی پوری پوری تمیز ہو جائے۔ (نامہ نگار)

ایک پادری صاحب سے دلچسپ مکالمہ

ایک پادری صاحب محمد زمان جو ولایت میں چھ سال رہ کر آئے ہیں۔ آج کل بانڈی پورہ مشن میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے اس علاقہ کے غیر احمدی علماء کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ چند دن ہوئے۔ خاکسار کے ساتھ ان کی گفتگو ہوئی۔ پہلا سوال میں نے یہ کیا۔ کہ کیا آپ کے نزدیک ساری بائیبل خدا تعالےٰ کا کلام ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی گئی۔ اور اس کی آیات آپس میں کوئی اختلاف نہیں رکھتیں۔ اس پر پادری صاحب نے نہایت وثوق کے ساتھ کہا۔ کہ بائیبل سب کلام الہٰی ہے۔ اس میں نہ کمی بیشی ہوئی۔ نہ اختلاف۔ مگر دو تین سوالات کے بعد ہی ان کا یہ خیال بدل گیا۔ اور فرمانے لگے۔ کہ صرف چار اناجیل۔ اور موسیٰ کی پانچ کتابیں کلام الہٰی ہیں۔ اس پر خاکسار نے بائیبل کی آیات میں اختلاف اور تناقض کی مثالیں پیش کیں۔

جب میں نے اس قسم کے حوالے پادری صاحب کو بائبل سے نکال کر دکھائے۔ تو کہنے لگے۔ کہ تحریف و اختلاف توریت کے متعلق تو یہود سے بحث کریں۔ ہم اس کے ذمہ وار نہیں۔ اور اناجیل اربعہ کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ یہ شائد بعد میں لکھی گئیں ہیں۔ اس لئے ان میں کمی بیشی ہوئی ہے۔

اس کے بعد میں نے عیسائیت کی تعلیم پر بحث شروع کی جس کا پادری صاحب پر بہت اچھا اثر ہوا۔

نہایت دیانت داری سے دو روز کے مکالمہ کے متعلق انہوں نے دو تحریریں لکھ دیں۔ پہلی تحریر میں انہوں نے لکھا۔

مولوی یوسف شاہ صاحب مولوی فاضل نے مندرجہ ذیل باتوں کو از روئے انجیل ثابت کیا

(۱) انجیل میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ (۲) مسیح تین دن قبر میں بے ہوش ہو کر رہے۔ علاج کرنے کے بعد کسی علاقہ میں تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ آسمان پر نہیں۔ (۳) از روئے انجیل یسوع مسیح فوت ہو گئے ہیں (۴) انگوری باغ کی تمثیل سے ثابت کیا۔ کہ بنی اسرائیل سے یسوع مسیح کے بعد نبوت چھین گئی۔ میں ان کے دلائل کی تردید نہ کر سکا۔ (بقلم خود محمد زمان عیسائی)

دوسری تحریر میں لکھا۔

(۱) "ہم حضرت مسیح کو لعنتی نہیں مانتے۔ کیونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا۔ اور ہے بھی (۲) کفارہ میں معاوضہ یا قربانی ٹھہرائی جاتی ہے۔ وہ ایک ہمارا نمونہ ہوتا ہے۔ یعنے مسیح نے ہم کو خود کر کے دکھایا۔ کہ اس طرح دین کی راہ میں قربان ہو جاؤ اور ایسا کرنے سے ہمارے گناہ اس کی گردن پر نہیں پڑے۔ جو شخص عقیدہ کفارہ صدقہ گناہ قرار دیگا۔ وہ مسیح کا شاگرد نہیں ہے۔ (رومیوں باب ۶)

پس ہم میں سے جو گناہ کرے گا۔ اسکی سزا قیامت کے دن خود پائے گا۔ نہ مسیح علیہ السلام

(۳) ہم خدا کو واجب الوجود مانتے ہیں۔ یا واحد فی الذات یسوع مسیح بجسم عنصری خدا کا بیٹا نہیں ہے۔ پیار اور نور الہٰی اس میں کام کرتا تھا۔ اس لئے پیار کے طور پر خدا نے اسے بیٹا کر کے مخاطب کیا۔ خدا کی قدرت سے پیدا ہوا۔ کیونکہ وہ بے پدر تھا (بقلم خود محمد زمان عیسائی)

دوران مکالمہ میں غیر احمدی احباب بھی آیا جایا کرتے اور نہایت دلچسپی سے باتیں سنتے رہے۔ خاکسار یوسف شاہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

عید الاضحےٰ کے موقعہ پر ہندوؤں کی چیرہ دستیاں

کلکتہ میں مسلمانوں پر ہندوؤں کا جبر

ہندوستان کی اکثریت کا رویہ

اکثریت والی قوم اگر اقلیتوں کے متعلق رواداری - اور فراخدلی سے کام لے - اور انہیں کثرت مراعات بھی دیدے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا - بلکہ وُہ اقلیتوں کا اعتماد حاصل کر کے ملکی اور سیاسی معاملات کو بآسانی حل کر سکتی - اور بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہے - لیکن ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں جو قوم اکثریت میں ہے - وُہ نہ صرف اقلیتوں کے ساتھ کوئی معمولی سے معمولی رعائت کرنے کے لئے تیار نہیں - بلکہ ان کے جائز مذہبی اور سیاسی حقوق کو بھی غصب کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے - اور خاص کر مسلمانوں کے متعلق اس کا رویہ نہایت ہی خطرناک اور تباہ کن ہے - جس کا نتیجہ یہ ہے - کہ مسلمانوں میں اس کے متعلق بے چینی اور بے اعتمادی روز بروز بڑھ رہی ہے اور وُہ یہ محسوس کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں - کہ اگر خدانخواستہ ہندوستان میں اس قوم کو اقتدار حاصل ہو گیا - اور سیاہ و سفید کی وُہ مالک بن گئی - تو مسلمانوں کے لئے ناممکن ہو جائے گا - کہ وُہ ایک دن بھی عزت کی زندگی بسر کر سکیں - اور اپنے مذہبی فرائض کی ادائگی کا موقعہ پا سکیں ؛

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہندوؤں کی دراز دستی

اگرچہ مسلمانوں کے اس خطرہ کو بڑھانے والے اور اسے پختہ کرنے والے واقعات ہر روز پیش آتے رہتے ہیں - اور کوئی شعبہ زندگی ایسا نہیں جس میں مسلمان اپنے ان برادران وطن کی چیرہ دستیوں کا شکار نہ ہو رہے ہوں جنہیں اپنی کثرت پر اپنی طاقت پر اپنی دولت پر - اور اپنے رسوخ پر گھمنڈ ہے - لیکن عید الاضحےٰ کی تقریب جو مسلمانوں کی ایک نہایت ہی مقدس مذہبی تقریب ہے اس پر تو ہر سال انہیں نئے سرے سے اپنی بے کسی اور ہندوؤں کی دراز دستی کا المناک منظر دیکھنا پڑتا ہے - مسلمان اس موقعہ پر جہاں بعض اور جانوروں کی قربانی کرتے ہیں - وہاں گائے کی قربانی کرنے کا بھی مذہبی حق رکھتے ہیں - ان کی غرض کسی کے جذبات کو مجروح کرنا نہیں ہوتی - بلکہ اسلام نے گائے کی قربانی میں ان کے لئے جو آسانی رکھی ہے (یعنی ایک گائے کی قربانی میں شریک ہو کر سات خاندان اپنا مذہبی فرض ادا کر سکتے ہیں) اپنی غربت اور ناداری کے باعث اس سے فائدہ اٹھانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن ہندو اپنی قوت اور اکثریت کی وجہ سے اس موقعہ پر فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور ایک حیوان کو بچانے کی آڑ میں انسانوں کا خون بہانا اپنے لئے جائز قرار دے لیتے ہیں ؛

ہندوؤں کا موجودہ رویہ

ہندوستان کی سرزمین ہندوؤں کی اس فتنہ انگیزی کے ایسے ایسے المناک اور روح فرسا منظر دیکھ چکی ہے - جن کی مثال وحشی سے وحشی اقوام میں ملنی بھی ناممکن ہے - اور نہایت ہی رنج و افسوس اس بات سے ہے - کہ اس وقت جبکہ ہندو ہندوستان کی کامل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں - یعنی ملک کے تمام انتظام پر خود قابض ہو جانے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں - اور اس کی خاطر اقلیتوں کو اپنے ساتھ ملانے - اور ان کی امداد حاصل کرنے کے لئے انہیں انصاف اور رواداری سے پیش آنے کے چکمے دے رہے ہیں - اس وقت بھی ان کی اس وحشت اور درندگی میں کوئی فرق نہیں آیا - جس کا عید الاضحےٰ کے موقعہ پر وُہ مسلمانوں کو شکار بناتے چلے آ رہے ہیں ؛

ہندوؤں کی طرف سے مذہب میں مداخلت

اگر گائے کو ذبح کرنا کوئی ایسا فعل ہوتا - جو صرف عید الاضحیٰ سے تعلق رکھتا - تو بھی ہندوؤں کو کوئی حق نہ تھا - کہ اس میں مزاحم ہوتے - کیونکہ جو بات مسلمانوں کے لئے مذہبی طور پر جائز ہے - اس میں ہندوؤں کے لئے مداخلت اس لئے روا نہیں ہو سکتی کہ وُہ ہندوؤں کے نزدیک جائز نہیں - ورنہ انہیں مسلمانوں کو بھی یہ حق دینا پڑے گا - کہ جسے وُہ اپنے مذہب کے رُو سے ناجائز سمجھیں - اس کے ارتکاب سے ہندوؤں کو بھی قوت اور طاقت سے روکیں - مثلاً بت پرستی مسلمانوں کے نزدیک سخت ناجائز فعل ہے - کیا ہندو اس بات کے لئے تیار ہیں - کہ جب وُہ کسی مورتی وغیرہ کا جلوس نکالیں - یا مندروں میں بت پرستی کے لئے جمع ہوں تو مسلمان انہیں زبردستی روک دیں - اگر نہیں - تو پھر کیا وجہ ہے - کہ وُہ مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے زبردستی روکتے - اور اس بنا پر مسلمانوں کا خون بہانا جائز سمجھتے ہیں ؛

ہندوؤں کا مسلمانوں پر جبر

غرض اس لحاظ سے بھی ہندوؤں کا کوئی حق نہیں ہے - کہ گائے کی قربانی دینے والے مسلمانوں سے جنگ و جدال کی طرح ڈالیں - لیکن حیرت تو یہ ہے - کہ جب سارا سال ہندوستان کے ہر قصبہ و ہر شہر میں روزانہ ہزاروں گائیں ذبح ہوتی ہیں - تو اس وقت ہندو گائے کو بچانے کے لئے انسانوں کا خون بہانے کے لئے تیار نہیں ہوتے - اور اگر کہیں تیار ہوتے ہیں - تو اسی جگہ جہاں مسلمان انہیں سامنے نظر آتے ہیں - ورنہ سرکاری فوجوں کے لئے جو اعلےٰ درجہ کی گائیں روزانہ ذبح ہوتی ہیں - ان کی حفاظت کا کبھی بھولے سے بھی انہیں خیال نہیں آتا - ایسی حالت میں سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے - کہ ہندوؤں کی غرض گائے کی حفاظت کرنا نہیں - بلکہ اس کی آڑ میں مسلمانوں پر جبر و ستم کرنا اور انہیں اپنے مذہبی فریضہ کی ادائگی سے بزور روکنا ہے ؛

جب ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے - اور ایسے وقت میں کیا جا رہا ہے - جبکہ ایک غیر ملکی حکومت کا ڈنڈا انہیں سامنے نظر آتا ہے - تو وُہ خود ہی سمجھ لیں - کہ مسلمان ان پر کہاں تک اعتماد کر سکتے - اور ان کے ہندوستان کی کامل آزادی کے ادعا کی کس طرح تائید کر سکتے ہیں ؛

گزشتہ عید اور ہندو

اس وقت بھی جبکہ وہائٹ پیپر کی اشاعت کے بعد از سرنو ہندوؤں کو معلوم ہُوا - کہ مسلمانوں کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے - اور انہیں اپنی رواداری اور انصاف کا یقین دلانے کی ضرورت ہے - اور وُہ اس کے متعلق لمبے چوڑے اعلان بھی شائع کر رہے ہیں - جب عید الاضحیٰ کی تقریب آئی - تو وُہ اپنے اس ابال کو دبا نہ سکے - جسے اس موقعہ پر مسلمانوں کے خلاف نکالنے کے وُہ ہمیشہ عادی ہیں - اور اب کے بھی یہ مذہبی تقریب مختلف مقامات کے مسلمانوں نے اسی حکومت کی پولیس اور فوج کے پہروں میں ادا کی - جسے ہندو جلد سے جلد

ہندوستان سے نکال دینا چاہتے ہیں:۔

کلکتہ میں مسلمانوں پر حملے

اگر حکومت پیش بندی کے طور پر ہر خطرہ کے مقام پر فساد اور خونریزی کو روکنے کے لئے انتظامات نہ کرتی۔ تو بیسیوں جگہ المناک واقعات رونما ہوتے۔ لیکن باوجود حکومت کے وسیع انتظامات کے کلکتہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو نشانہ ستم بنانے کا موقع نکال ہی لیا۔ اسی کلکتہ میں جسے ہندوستان میں قوم پرستی کا سب سے بڑا مرکز قرار دیا جاتا۔ اور جہاں عید الاضحےٰ کے بالکل متصل باوجود ممانعت کے اس کانگرس کا اجلاس ہوا۔ جسے تمام ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی انجمن کہا جاتا ہے۔ اور جسے سارے ہندوستان کی نمائندہ بتایا جاتا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے۔ ایک طرف تو مالوی جی بحیثیت صدر کانفرنس اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہ "کلکتہ میں کانگرس کا اجلاس کامیاب ہوا ہے" یہ اعلان کر رہے تھے۔ کہ

"ہماری نجات برطانوی پارلیمنٹ کے ہاتھوں میں نہیں۔ بلکہ ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ رائے عامہ کو تعلیم دیں۔ جذبہ وطنیت کو فروغ دیں۔ اتحاد پیدا کرنے اور اپنے معاملات نظم و نسق میں پوری آزادی حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اس بات کا تہیہ کر لیں۔ کہ ایک دوسرے سے اور سب سے انصاف کریں گے" (ملاپ ۵۔ اپریل)

لیکن دوسری طرف کانگرس کے شیدائی ہندو صدر کانگرس کے ان الفاظ کو اس طرح عملی جامہ پہنا رہے تھے۔ کہ کلکتہ کے ایک نواحی محلہ میں جب چند مسلمان اپنی مذہبی تقریب کی ادائیگی کی خاطر چند گائیں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے تھے تو ہندوؤں حملہ کر کے گائیں چھین کر لے گئے۔ اور کئی ایک مسلمانوں کو زخمی کر کے چھوڑ گئے۔ دوسری دفعہ جب پھر مسلمان مزید گائیں لے کر ایک اور جگہ جانے لگے۔ تو ہندوؤں نے حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں پر گلیوں اور مکانوں سے خشت باری کی گئی۔ آخر پولیس نے پہونچکر فساد کو روکا۔ اور دو پلٹنیں اس علاقہ میں متعین کر دی گئیں۔ ان فسادات میں تیرہ مسلمان سخت زخمی ہوئے۔ اور صرف دو ہندوؤں کو ضربات آئیں۔ وہ بھی ممکن ہے۔ کہ ہندوؤں کی بے تحاشا خشت باری کے نادانستہ نشانہ بنے ہوں:۔

ہندو اخبارات کا رویہ

ہندوؤں کی اس صریح زیادتی۔ اور مذہبی تقریب میں مداخلت پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ دوسروں سے انصاف کرنے کے دعویدار ہندوؤں کو لعنت ملامت کرتے۔ اور ان کے اس شرمناک فعل سے بیزاری کا اظہار کرتے۔ لیکن کسی نے اس کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا۔ بلکہ ہندو اخبارات الٹے مسلمانوں کو کوس رہے ہیں۔ کہ کیوں انہوں نے ایک ایسے حق کے لئے کوشش کی جو مذہب اور قانون کے رو سے انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ "ملاپ" ۹ر اپریل لکھتا ہے:۔

"کون شخص ان ضدی اور قانون شکن مسلمانوں پر افسوس نہ کرے گا جنہوں نے بلاوجہ فساد کروا دیا۔ اور عید مبارک کو غیر مبارک عید ہی نہیں۔ بلکہ فساد برپا کرنے والی عید میں تبدیل کر دیا۔ آخر نظام حیدرآباد بھی تو مسلمان ہیں۔ افغانستان کے حکمران بھی تو مسلمان ہیں۔ ہندوستان کے پچھلے بادشاہ بھی تو مسلمان تھے لیکن ان سب نے گائے کی قربانی بند کر رکھی تھی۔ اسی عید پر نظام حیدرآباد نے گائے کی قربانی کی ممانعت کر دی تھی۔ افغانستان میں اب بھی ہندوؤں کے جذبات کی خاطر گائے کی قربانی بند ہے۔ اگر ان مسلم ریاستوں اور حکومتوں کا اسلام گائے کی قربانی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ تو کیا ہندوستان ہی کے مسلمان ایسے ہیں۔ کہ جب تک گائے کو ذبح نہ کر لیں۔ تب تک ان کا اسلام زندہ نہیں رہ سکتا"

سادہ جواب

اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے۔ کہ اگر سارے سال میں ہزاروں گائیں چھاؤنیوں میں ذبح ہونے کے باوجود ہندوؤں کے جذبات کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ تو کیا عید الاضحےٰ کے موقعہ پر ہی گائیں ذبح کرنا ہندوؤں کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک اس موقعہ پر گائے کی بجائے مسلمانوں کا خون نہ بہالیں۔ اس وقت تک ان کا دھرم زندہ نہیں رہ سکتا۔

مسلمانوں کی رواداری اور ہندوؤں کی احسان فراموشی

پھر اگر "ملاپ" کی آنکھوں پر تعصب کا پردہ نہ پڑا ہوا ہوتا تو اسلامی حکومتوں کی جو مثالیں اس نے پیش کی ہیں۔ انہی سے سبق حاصل کرتا۔ اور ہندوؤں کو رواداری کا سبق سکھاتا۔ اسے خود تسلیم ہے۔ کہ نہ صرف سابقہ مسلمان بادشاہوں نے محض ہندوؤں کی خاطر گائے ذبح کرنے کی ممانعت کر رکھی تھی۔ بلکہ اب بھی افغانستان اور حیدرآباد میں گائے کشی کی اجازت نہیں۔ لیکن کیا ہندو اپنے ہاں کی بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کی خاطر کبھی اپنا کوئی حق چھوڑا۔ حق چھوڑنا تو بڑی بات ہے۔ کیا وہ یہی بتا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو اپنے حق سے مستفیض ہونے کا بخوشی موقعہ دیا۔ جن مسلمان حکمرانوں نے گائے کشی کی ممانعت کی۔ انہوں نے ہندوؤں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اگرچہ اس احسان کی انہوں نے کبھی قدر نہ کی۔ اور ہر موقعہ پر نیش زنی کرتے رہتے ہیں۔ تاہم حکمران اور با اختیار مسلمانوں کی شان یہی ہے۔ کہ وہ اپنی ماتحت رعایا پر جتنا بھی احسان کر سکیں۔ کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ جہاں ہندوؤں کو اپنی اکثریت کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات و احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ وہاں وہ زبردستی مسلمانوں کو ان کے حق سے محروم کرنے میں حق بجانب سمجھے جائیں۔ ہندوؤں کو ہندوستان میں جب پورن سوراجیہ مل گیا دیکھا جائے گا۔ لیکن موجودہ حالت میں ہی وہ مسلمانوں پر جبر و تشدد کرنے اور ان کا مذہبی حق چھیننے سے باز نہیں آتے۔ تو کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ کہ مزید اقتدار حاصل ہونے پر وہ مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں گے:۔

کاش ہندوؤں میں رواداری اور انصاف کا مادہ ہوتا۔ اور وہ اقلیتوں کو نہ صرف ان کے حقوق دینے میں فراخدلی سے کام لیتے۔ بلکہ مراعات دے کر ان میں اپنا اعتماد جما لیتے:۔

گاندھی جی کی رہائی کے متعلق حکومت کا جواب

اسمبلی کے حال کے اجلاس میں اس بناء پر گاندھی جی کی رہائی کا سوال پیش کیا گیا۔ کہ نئی اصلاحات کے موقعہ پر ان کو رہا کر کے ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ اور اس طرح ہندوستان اور برطانیہ دونوں کی خدمت انجام دی جائے:۔

اس تحریک کے خلاف جو تقریریں کی گئیں۔ ان میں سے راجہ بہادر کرشنم آچاری کی تقریر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انہوں نے کہا:۔

"میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ سب کچھ گاندھی جی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض ممبروں کا خیال ہے۔ یہ سمجھنا بھی غلطی ہے۔ کہ اصلاحات کو کامیاب بنانے کے لئے گاندھی جی کا تعاون ضروری ہے۔ گجرات میں بھی جو گاندھی ازم کا گڑھ ہے۔ گاندھی جی کا اثر گھٹتا جا رہا ہے۔ اور مدراس میں تو جو کانگرسی جیلوں سے باہر آتے ہیں۔ وہ کھلم کھلا گاندھی جی کی مخالفت کرنے لگتے ہیں" (ملاپ ۸۔ اپریل ۱۹۳۳ء)

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف حکومت نے کہہ دیا ہے کہ

"جب تک گورنمنٹ کو یہ یقین نہ ہو جائے۔ کہ کانگرسی قیدیوں کی رہائی پر دوبارہ سول نافرمانی شروع نہیں ہوگی۔ تب تک گورنمنٹ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی"

"ہم تمام ان اشخاص کی امداد چاہتے ہیں۔ جو نیک نیتی سے امداد کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کی نہیں۔ جو آئین کو تباہ کرنا چاہتے ہیں"

پس نئی اصلاحات کے سلسلہ میں گاندھی جی کی رہائی کی جو امیدیں لگائی گئی تھیں۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے اگر حقیقتاً کانگرس دوبارہ سول نافرمانی شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ تو اسے واضح طور پر اعلان کر دینا چاہیئے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جاتا۔ سول نافرمانی کے دوبارہ اجرا کا خطرہ موجود ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسلمانوں کی اعتقادی غلطیاں

اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اصلاح

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ ۷ اپریل ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

جب ہم قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے لوگوں نے اور آپ سے پہلے

انبیاء کے مخالفین

نے ان سچائیوں اور اس توحید کا جو انبیاء پیش کرتے تھے اس لئے انکار کیا۔ کہ ان کے باپ دادا بت پرستی کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے

آباء و اجداد کا طریق عمل

چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ تو ہم ان کے اس فعل پر تعجب کرتے۔ انہیں بے وقوف قرار دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ کیسے نادان تھے۔ انہوں نے انبیاء کی کیسی صاف اور معقول باتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ نبی تو ہمیشہ یہی کہتے تھے۔ کہ ایک خدا مانو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ پتھر کے تراشے ہوئے بت تمہارے معبود نہیں۔ کیونکہ جب تم انہیں خود تراشتے ہو۔ تو کسطرح وہ تمہارے خدا ہو سکتے ہیں۔ اور کس طرح تم ان سے دعائیں کرتے۔ اور ان کی عبادت میں اپنا سر جھکاتے ہو۔ یہ نہایت ہی صاف اور

فطرت انسانی کے مطابق تعلیم

تھی۔ ہم تعجب کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس پاک تعلیم کا کسطرح صرف اس خیال کے ماتحت انکار کر دیا۔ کہ ان کے باپ دادا بت پرست تھے۔ اور ان کے آباء و اجداد پتھروں کے آگے سر جھکا[تے تھے۔ اور ا]نہی کو حاجت روا سمجھتے تھے۔ ہم حیران ہوتے۔ کہ کیوں انہوں نے انبیاء کی سچی اور صاف تعلیم کا انکار کیا۔ اور کیوں ان کی باتوں پر غور نہ کیا۔ ہم انہیں نہایت ہی بے وقوف سمجھتے۔ کیونکہ انہوں نے خود غور نہ کیا۔ بلکہ اپنے باپ دادا کی

اندھی تقلید

کی۔

لیکن جب ہم اس زمانہ کو دیکھتے ہیں۔ جو

تہذیب کا زمانہ

کہلاتا ہے۔ اور اس وقت کے لوگوں کے حالات پر غور کرتے ہیں۔ تو ہماری یہ حیرت کسی قدر کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس عقل کے زمانہ میں ایسے زمانہ میں جبکہ علوم و فنون کی روشنی نہایت [تیزی سے] پھیل [رہی ہے]۔ [اور] دنیا

ترقی کے مدارج

طے کر رہی ہے۔ ان بت پرستوں کی طرح جنہوں نے توحید کا اس لئے انکار کیا۔ کہ ان کے باپ دادا بت پرست تھے۔ بہت سے ایسے ہی بیوقوف نظر آتے ہیں۔ پس انہیں دیکھ کر ہمیں پہلے لوگوں کی بے وقوفی پر زیادہ حیرت نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ اتنے مہذب اور تجربہ کار نہیں تھے۔ جتنے یہ ہیں۔ پھر ان کا ٹھوکر کھانا زیادہ تعجب خیز اور حیرتناک ہے۔ اس زمانہ کے لوگ پہلی امتوں کے حالات پڑھ چکے ہیں۔ اور

پہلوں سے زیادہ تجربہ کار

ہیں۔ پس اس زمانہ کے لوگ جو تجربہ رکھتے ہیں۔ جو عقل اور علم میں ترقی کر چکے ہیں۔ جب یہ بھی ویسی ہی بے وقوفی کرتے ہیں۔ جیسی پہلوں نے کی۔ تو ہمیں اس قسم کے پہلے لوگوں کو زیادہ بے وقوف کہنے کی جرأت نہیں ہوتی

شائد سننے والوں کا خیال عیسائیوں کی طرف گیا ہو کیونکہ یہ قوم اگرچہ دنیاوی علوم میں آگے نکل گئی۔ اور عقلمندی کا دعوےٰ کرتی ہے۔ مگر پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو خدا قرار دیتے ہیں۔ مگر میرے سامنے اس وقت وہ نہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ

تعجب انگیز مثال

موجود ہے۔ اور ان کی مثال ہے۔ جن کے پاس قرآن مجید جیسی کتاب موجود ہے۔ جس میں پہلے لوگوں کی غلطیوں کو کھول کھول کر بیان کیا گیا۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ کہ ایک بات کو اس لئے قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ کہ اسے باپ دادا نے قبول نہ کیا۔ ایسی کتاب کے ماننے والوں میں اس قسم کی مثال کا ملنا بہت ہی تعجب کی بات ہے بے شک علیہ ا[لسلام] کی مثال بھی حیرتناک ہے۔ کہ وہ باوجود علم میں ترقی کر جانے کے [مسیح] ناصری کو خدا کہتے ہیں اور اس وجہ سے خدا کہتے ہیں۔ کہ ان کے باپ دادا

یسوع مسیح کی خدائی

کے قائل تھے۔ اگرچہ اس کے بعد وہ کچھ دلائل بھی پیش کر دیتے ہیں۔ مگر اصل بنیاد ان کی اسی امر پر ہے۔ کہ ان کے باپ دادا مسیح ناصری کی خدائی کے قائل تھے۔ بیشک یہ حیرتانگیز مثال ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز مثال مسلمانوں کی ہے۔ جن کے پاس وہ کتاب ہے۔ جس میں ایسی غلطیاں کھول کھول کر بیان کی گئیں۔ اور نصیحت کی گئی۔ کہ اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے بچو۔ مگر وہ پھر بھی نہیں بچے۔ ہمارے سامنے غیر احمدیوں کی جو مثال ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے

[حضرت] مسیح موعود علیہ السلام کا انکار

اس لئے کیا ہے۔ کہ ان کا یہ خیال اور اعتقاد ہے۔ اور وہ اپنے باپ دادوں سے یہ سنتے چلے آئے ہیں۔ کہ مسیح ناصری اس جسم خاکی اور جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ

اصلاح خلق کے لئے

آسمان سے دوبارہ اتریں گے چونکہ یہ بات وہ اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں ہزاروں دلائل

وفات مسیح کے ثبوت میں

پیش کئے۔ قرآن پیش کیا۔ حدیث پیش کی۔ لغت پیش کی۔ عقلی دلائل مہیا کئے۔ اور بتایا۔ کہ قرآن مجید اس عقیدہ کو بالکل غلط قرار دیتا ہے۔ اور قرآن نہ صرف حیات مسیح کے بارہ میں خاموش ہے۔ بلکہ

تیس آیات

اس میں وفات مسیح کے ثبوت میں پائی جاتی ہیں۔ اور آپ نے فرمایا۔ توفی کا لفظ جہاں جہاں آئے وہاں ایسی صورت میں کہ اللہ تعالے فاعل اور ذی روح مفعول ہو قبض روح کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہوتے۔ مگر اس وجہ سے کہ وہ اپنے باپ دادوں کی

لکیر کے فقیر

تھے۔ ان پر کوئی دلیل کارگر نہ ہوئی۔ اور صرف اس وجہ سے کہ تفسیروں میں لکھا ہے۔ کہ مسیح ناصری آسمان پر چلے گئے یا اس وجہ سے کہ ان کے باپ دادا اس امر کے قائل تھے انہوں نے قرآن مجید کی آیات کا انکار کر دیا۔ دلائل کا انکار کیا۔ عقل کا انکار کیا۔ پس ہمیں انہیں دیکھ کر بت پرستوں پر زیادہ حیرت نہیں رہ جاتی ہے۔ کہ تمام انسان جسم عنصری کے لحاظ سے زوال پذیر ہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وفات پا گئے لیکن پھر بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر گیا۔ اور وہاں آج تک زندہ موجود ہے۔ تو وہ مسیح ناصری ہیں۔ یہ عقیدہ تھا۔ جس کی غلطی ان پر ظاہر کی گئی۔ مگر وہ اپنے اس

غلط عقیدہ کی اشاعت

سے باز نہ آئے۔ اور یہی کہتے رہے۔ کہ تفسیروں میں یہ لکھا ہے اور ہمارے بڑے یہ کہتے آئے ہیں۔ ان کے سامنے بزرگوں کے حوالے پیش کئے گئے۔ اماموں کے اقوال پیش کئے گئے قرآن سے ثبوت مہیا کئے گئے۔ مگر انہوں نے نہ مانا پس ان کی مثال بت پرستوں سے کم حیرت انگیز نہیں ... جب قرآن پڑھتے ہوں گے۔ تو وہ ہنسا کرتے ہوں گے۔ کہ پہلے لوگ کیسے

جاہل اور بے وقوف

تھے۔ ان کے سامنے ایک بات پیش کی جاتی۔ مگر وہ کہتے ہم اسے کس طرح مان لیں جبکہ ہمارے باپ دادا اس کے قائل نہیں تھے۔ مگر اب وہ نہیں سوچتے۔ کہ وہ خود بھی ویسی ہی جہالت بلکہ اس سے

بدتر جہالت

کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اب میں غیر احمدیوں سے بھی آگے چلتا ہوں۔ ہمیں انہی پر افسوس نہیں۔ جنہوں نے قرآن شریف کو پڑھا۔ پہلی امتوں کے حالات معلوم کئے۔ ان کی

غلطیوں سے آگاہ

ہوئے۔ اور پھر وہ ویسی ہی جہالت کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ ہمارے سامنے ایک ایسی قوم بھی ہے۔ جس نے خدا کے اس مامور کو قبول کیا۔ جو موجودہ زمانہ میں اس کی طرف سے آیا۔ وہ

صداقت کے قائل

ہوئے۔ علوم کے وارث بنے۔ روشنی سے انہوں نے حصہ لیا ہدایت کے حقدار ٹھہرے مگر باوجود اس کے کہ دوسرے

مسلمانوں کی جہالت

ان سے بہت بڑھ کر ہے۔ پھر بھی جو غلطی مسلمانوں نے کی۔ وہ انہوں نے بھی کی۔ اور انہوں نے بھی ایک امر میں یہی راہ اختیار کی۔ اور کہا۔ کہ چونکہ پہلے مسلمان اس کے قائل نہیں۔ اس لئے ہم بھی اس کے قائل نہیں ہو سکتے۔ وہ کیا ہے۔ وہ

خاتم النبیین کی تفسیر

ہے۔ ان لوگوں کا گروہ جو جماعت سے الگ ہو گیا ہے اس نے خاتم النبیین کے ان معنوں کا انکار کر دیا۔ جو

صحیح اور حقیقی معنے

ہیں۔ گو وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر کو نہیں مانتے۔ لیکن ہر وہ شخص جو ایک طرف خاتم النبیین کی وہ تفسیر رکھیگا۔ جو حضرت مسیح موعود نے کی۔ اور دوسری طرف ان معنوں کو سنیگا۔ جو وہ کرتے ہیں۔ تو اگر وہ غیر جانبدار ہوگا تو یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ اگرچہ یہ تاویلیں کر رہے ہیں مگر دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتلائے ہوئے معنوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں۔ وہ خواہ ان معنوں کی سو وجوہات پیش کریں۔ اصل میں ایک ہی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر احمدی چونکہ ان معنوں کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اس لئے تتبع کے طور پر وہ بھی ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ پس ان کا انکار بھی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ جب [illegible] بت پرستوں نے بت پرستی نہ چھوڑی جس کے ماتحت عیسائیوں نے

مسیح ناصری کی خدائی سے انکار

نہ کیا جس کے ماتحت غیر احمدیوں نے حیات مسیح کے عقیدہ کا باطل ہونا تسلیم نہ کیا۔ اسی طرح یہ لوگ خاتم النبیین کی تفسیر نہیں مانتے۔ حالانکہ اگر ہم

انصاف کی نگاہ

سے دیکھیں۔ تو ہمیں نظر آئے گا۔ کہ خاتم النبیین کی وہی تفسیر معقول ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہمیں سب سے پہلے یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسی تفسیر ہے جس سے

اسلام اور امت محمدیہ کی حقیقی شان

جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم النبیین کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ نبوت کی اب ایک ہی کھڑکی کھلی ہے۔ اور وہ یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے ذریعہ یہ مقام حاصل کیا جائے۔ آپ بار ہا زبانی بھی فرمایا کرتے۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اب

ایک ہی کھڑکی

ہے۔ جس سے نبوت مل سکتی ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے۔ پہلے ایک نبی افریقہ میں ایک امریکہ میں ایک چین میں اور ایک شام میں ہو سکتا تھا۔ اور ایک نبی دوسرے نبی کی اتباع سے یہ مقام حاصل نہیں کرتا تھا۔ مگر اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے سوا کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ صرف وہی نبی ہوگا۔ جس پر آپ کی

غلامی کی مہر

ہو۔ یہی وہ معنے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل شان ظاہر ہوتی ہے یہ کہنا۔ کہ آپ کی اتباع سے امت محمدیہ کو نبوت کا انعام مل سکتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت بلند شان کے مالک ہیں۔ اور یہ کہ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید منسوخ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو کر

اصلاح خلق کے لئے

نبی آسکتے ہیں۔ اس سے آپکی ہتک نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ شان ظاہر ہوتی ہے۔ جو اور کسی کو حاصل نہیں۔ اور وہ عزت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کو نہیں ملی پس رسول کریم کو خاص شان دی گئی ہے اور حصول نبوت کے لئے آپکی غلامی بطور شرط رکھی گئی ہے اب نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ آپ کا غلام ہو۔ ضروری ہے۔ کہ وہ قرآن کریم پر چلنے والا ہو۔ ضروری ہے۔ کہ وہ نئی شریعت لانیوالا نہ ہو پس خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کی پیروی انسان کو نبی بنا دیتی ہے اور یہ ایسے معنی ہیں۔ جن سے رسول کریم کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے امت محمدیہ کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن کریم میں اللہ تعالے بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کے ضمن میں بیان فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ان میں اپنے نبی بھیجے۔ اب انصاف سے دیکھئے۔ ایک ایسی امت ہے

288

جس میں اللہ تعالیٰ کے نبی آئے اور فلاں

انبیاء کی بعثت

کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرماتا ہے دوسری طرف عام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کونسی امت افضل ہوئی۔ ضروری ہے کہ موسوی امت کو افضل ٹھہرایا جائے جبکہ خدا کے اس میں متواتر نبی آئے۔ مگر تعجب ہے۔ اس عقیدہ کے باوجود امت محمدیہ کو افضل قرار دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ امت سب امتوں سے بہتر ہے اگر بہتر ہے تو پھر

انعام نبوت سے محرومی

نہایت تعجب کے قابل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کسی نبی نے آنا ہے تو وہ بھی بنی اسرائیل کا ہی ہوگا۔ گویا ہر لحاظ سے مسلمان اپنی امت کی شان کو کم کرتے اور

اسرائیلی امت کا درجہ

بڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل ہم نے تم پر بہت بڑا احسان کیا جو تمہیں بادشاہت دی اور نبی بھی تم میں مبعوث کئے گویا اللہ تعالیٰ انبیاء کا آنا انعام قرار دیتا ہے۔ مگر عام مسلمان امت محمدیہ کو اس

انعام سے محروم

قرار دیتے ہیں۔ اور پھر بھی اسے خیر الامم کہتے ہیں۔ پھر خاتم النبیین کے ان معنوں کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے

اسلام کا زندہ ہونا

ثابت ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح پہلے کلام کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ جس طرح پہلے سنتا تھا۔ اسی طرح اب بھی سنتا ہے۔ اور جس طرح پہلے اپنے خاص بندوں کو ممتاز کر کے انہیں

نبوت کا مقام

عطا فرماتا تھا۔ اسی طرح اب بھی جسے چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ اگر امت محمدیہ کو یہ انعام نہیں مل سکتا تو پھر ثابت ہوگا کہ اسلام صرف قصے کہانیوں کا مذہب ہے حقیقت میں آپ کی اتباع سے کوئی ثمر حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے اسلام کا زندہ ہونا اور امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اسلام کی ہتک ہو جاتی ہے یا امت محمدیہ کی تذلیل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص غور کرنے والا ہو تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ خاتم النبیین کی جو تفسیر

اور

نبوت کا اجراء

جن شرائط کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ثابت کیا ہے۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کم نہیں ہوتی۔ بلکہ زیادہ ہوتی ہے اس سے اسلام کا

زندہ مذہب اور زندہ دین

ہونا اور قرآن کا زندہ کتاب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر کسی

غیر جانبدار شخص

کے سامنے یہ معنی پیش کئے جائیں اور وہ تفسیر کی جائے جو جماعت احمدیہ کرتی ہے تو اسے ضرور یہی فیصلہ کرنا پڑیگا۔ کہ یہ معنے صحیح ہیں۔ مسلمان اپنے ذہن تعصب سے خالی کر کے دیکھیں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہتک نہیں بلکہ عزت ہے اور امت محمدیہ کی اس میں تحقیر نہیں بلکہ تزئین ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جو پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں تھی نہ حضرت موسیٰ کو نہ حضرت عیسیٰ کو پہلے زمانوں میں بغیر کسی دوسرے نبی کی اتباع کے نبوت حاصل ہو سکتی تھی۔ ہندوستان جرمنی اور دوسرے ملکوں میں نبی آسکتا تھا اور اس کے لئے یہ شرط نہ تھی کہ حضرت موسیٰ کا متبع ہو یا کسی اور نبی کا مگر اب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع

کے ساتھ یہ درجہ مشروط کر دیا گیا۔ پس اس سے آپ کی شان [illegible] ظاہر ہوتی ہے نہ کہ کوئی نقص عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ برائی تب ہوتی جب نیا دین یا نئی شریعت آسکتی۔ جب یہ نہیں تو ہتک بھی نہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنے

آخری نبی

کے ہیں مگر آخر میں آنا کوئی کمال کی بات نہیں کئی بادشاہ ایسے ہوئے ہیں۔ جو بعض خاندانوں کے آخر میں ہوئے۔ مگر کسی

آخری بادشاہ

کو کوئی بڑا قرار نہیں دیتا اور مورخین درمیانی اور بعض دفعہ پہلے بادشاہوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ پس آخر میں ہونا کوئی کمال نہیں۔ لیکن وہ خصوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی وہ کسی اور نبی میں دکھاؤ۔ کسی میں نہیں ملے گی۔ پس یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس سے اگرچہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

ظاہر ہوتی ہے مگر چونکہ پہلے عام لوگوں کا یہ خیال نہ تھا اور وہ نبوت کو ختم سمجھ بیٹھے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصریح کا غیر مبائعین نے انکار کر دیا اسی طرح جس طرح بت پرستوں نے توحید کا انکار کر دیا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ کو خدا ماننا نہ چھوڑا۔ جس طرح غیر احمدیوں نے

وفات مسیح کا قائل

ہونا پسند نہ کیا۔ پس ہمیں بت پرستوں پر ہی تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ زیادہ حیرت کی مثال مسلمانوں بلکہ غیر مبائعین کی ہے۔ انہوں نے سچائیوں کا انکار کر دیا۔ حالانکہ کسی

سچائی کا انکار

محض اس لئے نہیں کرنا چاہئیے کہ پہلے لوگ اس کے خلاف ہیں۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے ذہنوں کو خالی کر کے غور کریں اور سوچیں کہ یہ

سچائی کا راستہ

ہے یا نہیں صرف اس وجہ سے انکار مناسب نہیں ہوتا۔ کہ یہ نئی بات ہے اگر نئی ہے تو سوچو۔ ورنہ اس وجہ سے کہ باپ دادا نہیں مانتے انکار کر دینا دانائی نہیں اسی وجہ سے غیر احمدیوں نے

وفات مسیح کا انکار

کیا اور اسی وجہ سے غیر مبائعین نے [illegible] نبوت کی اس تشریح کا انکار کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پیش کی حالانکہ یہ تشریح اسلام کی صداقت ظاہر کرتی ہے اور اس میں کسی قسم کا نقص نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سچائی کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذکر و فکر

فیشن

بعض لوگ آج کل کھانے کے وقت دائیں ہاتھ سے اس لئے پانی نہیں پیتے کہ چکنے ہاتھ سے گلاس یا کٹورہ میلا نہ ہو جائے۔ حالانکہ یہ سمجھ رکھنا چاہئیے کہ اتباع سنت نہ کرنے سے دل میلا ہو جاتا ہے۔ پس خواہ انسان دل کو میلا کرے خواہ گلاس کو۔ اپنی اپنی پسند ہے۔ جس کے نزدیک جو چیز قیمتی ہے اسے بچائے۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں دین دنیا کا مقابلہ آپڑتا ہے۔ پس اے عزیز! مسلمان وہی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ ہر موقعہ پر خواہ ذرا سا معاملہ ہی ہو اسی سے مشق دین کو مقدم کرنے کی بڑھتی ہے۔

کاٹیج انڈسٹری

(۳)

واقف کار احباب اطلاع دیں

کاٹیج انڈسٹری پر میں نے ایک مضمون اخبار الفضل میں دیا تھا۔ جس میں صابن بنانے کی ترکیب مستری قطب الدین صاحب کی بیان کردہ درج کی تھی۔ اور مستری صاحب کو آمادہ کیا تھا۔ کہ کوئی دوست اس کام کو اپنے شہر میں جاری کرنا چاہیں۔ تو وہ اپنے مشورہ سے اسے امداد دیں۔ اس کے بعد میں تو اکثر سفر میں رہا۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی دوران سال میں اکثر سفر میں رہا۔ چھ ماہ کے قریب تو شملہ میں لگے۔ باقی دہلی اور دوسرے شہروں میں۔ معلوم نہیں کسی دوست نے مستری صاحب کے ساتھ اس بارے میں خط وکتابت یا ملاقات کی۔ یا نہیں کی۔ لیکن اس مضمون میں جو میں نے ناظرین اخبار سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ اس قسم کے مضامین لکھ کر مجھے بھیجیں۔ اور جو دوست اس قسم کی آسان دستکاریاں اور صنعتیں جانتے ہوں۔ وہ دوسرے شہروں کے احمدیوں کو سکھلانے کے لئے آمادگی کا اظہار کریں۔ اس کا جواب کہیں سے مجھے وصول نہیں ہوا۔ صرف ایک ماسٹر محمد دین صاحب [illegible] برادرز کے درزی خانہ [illegible] نے [illegible] میں خط لکھا ہے۔ کہ وہ چند نوجوانوں کو کٹر کا کام سکھانے کے واسطے تیار ہیں۔ اس واسطے دوبارہ وہی التماس دہرائی جاتی ہے۔ کیونکہ امور عامہ کے دفتر میں کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو ان باتوں کا ماہر ہو۔ اور ایسی آسان اور تھوڑے سرمایہ والی دستکاریوں سے واقف ہو۔ ضرورت ہے۔ کہ باہر کے دوستوں کی امداد سے یہ معلومات بہم پہنچائے جائیں ۞

نمائش دہلی

چند دن ہوئے دہلی میں دیسی صنعت کی نمائش نہایت وسیع پیمانے پر ہوئی۔ میں بڑے شوق سے اسے دیکھنے گیا۔ اور اسے دیکھ کر معلوم ہوا۔ کہ اہل ہند بہت سی صنعتوں میں کافی ترقی کر رہے ہیں۔ اکثر انگریزی اور دیسی ہندوستان میں بن رہی ہیں۔ دیسی اور ولائتی کاغذ سے کسی صورت میں کم نہیں۔ ہر قسم کے کھلونے لکڑی اور ربڑ کے دیسی بنے ہوئے انگریزی کام کو مات کرتے ہیں۔ کپڑے۔ سوتی ریشمی اور اونی سب ہندوستانی موجود ہیں۔ قریباً تین سو مختلف دوکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ رات کو بجلی کی روشنی میں بڑی رونق ہوتی ہے۔ بٹن۔ ٹب۔ ہولڈر سیاہی پیتل کے برتن۔ اینمل کے برتن۔ ہر قسم کی مٹھائیاں بسکٹ لکڑی کا سامان۔ ہاتھی دانت کا سامان۔ لوہے کی انگیٹھیاں جلانے کا کوئلہ۔ سر پر لگانے کے تیل۔ منجن اور کپڑا دھونے کے صابن۔ عطر اور خوشبودار پانی۔ پان کے مصالحے۔ اچار چٹنیاں۔ سیمنٹ کے ٹائل۔ چمڑے کا سامان ایلومینیم کے برتن دیسی بنے ہوئے سگرٹ۔ ٹائپ رائٹنگ کے کاربن اور [illegible] بوٹ پالش۔ کھانا پکانے کے چولھے پنکھے ہر قسم کی جائے [illegible] فاؤنٹین قلم۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی اشیاء ایسی ہیں۔ جو تھوڑے سرمائے کے ساتھ لوگ گھروں میں بنا سکتے۔ اور بیچ سکتے ہیں۔ اور معقول فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس نمائش میں قریباً تین سو دکانیں ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی دوکانیں دس سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اور احمدیوں کی کوئی دوکان نہ تھی۔ میں نے بہت تلاش کیا۔ کہ بھیرہ کے بنے ہوئے چاقو چھریاں تلواریں وغیرہ ہوں۔ یا گوجرانوالہ کے ڈھینگرہ برادرز کے کارخانہ کی مٹھائی کی کوئی دوکان ہو۔ مگر انہی چیزوں کی دوکانیں ہندوؤں کی موجود ہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ روزانہ اخبارات کے مطالعہ سے ایسی نمائشوں سے باخبر رہ کر وقت پر ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس نمائش کی افتتاح کے واسطے کلکتہ کے مشہور سائنسدان سر پی سی رائے آئے تھے۔ انہوں نے اپنے لیکچر میں بھی بیان کیا۔ کہ اب ہندوستان میں تعلیمی ڈگریوں کی اتنی کثرت ہو گئی ہے کہ ایک بی۔ اے۔ کی اوسط قیمت شمالی ہندوستان میں پچیس روپیہ اور جنوبی ہندوستان میں دس روپیہ سے زیادہ نہیں ہے اس واسطے اہل ہند کو چاہیئے۔ کہ ڈگریاں حاصل کرنے کے خبط کو اپنے دماغ سے نکال دیں۔ اور صنعت وحرفت کی طرف متوجہ ہوں

ملمع کرنے کی ایک ترکیب

اب میں کاٹیج انڈسٹری کے لئے ملمع کرنے کی ایک ترکیب درج کرتا ہوں جو دستکاروں کا رہبر" سے نقل کی جاتی ہے۔ جو صاحب اس کا استعمال کریں۔ اپنے تجربہ سے اطلاع دیں ۞

جس چیز پر ملمع کرنا ہو۔ اور جہاں کرنا ہو۔ پہلے پارہ لے کر ہاتھ میں رکھ لو۔ اور اس میں لیموں نچوڑ لو۔ پارہ مر جائے گا اور اپنی شکل بدل لے گا۔ اب آپ کو جہاں پر ورق لگانا ہو۔ پارہ ملو یا پارہ ملکر کوئلے کی آگ پر سینک لو۔ جب پارہ کی چمک نہ رہے سفید ہو جائے۔ تب آگ پر سے اتار لو۔

اب سونے کے ورق کے ٹکڑے قینچی سے کاٹ لو۔ اور جہاں جمانے ہوں۔ جما لو۔ پھر آگ پر سینک لو۔ اور روئی کے پھایا سے دبا دو۔ اس سے ورق جم جائے گا۔ جب سب جگہ ورق جم جائے۔ اس کو پھر آگ پر سینک لو۔ اچھا گرم ہو اس کے بعد پوت کی گچھی لے کر گھوٹ لو۔ ملمع ہو گیا۔ پھر جلا کر لو۔ یہ تانبے پیتل اور چاندی کی چیزوں پر ہو سکتا ہے ۞

پیرس میں نمائش

ناظرین کی اطلاع کے واسطے یہ بھی لکھا جاتا ہے۔ کہ ماہ مئی میں ۱۳ سے پچیس تک پیرس میں ایک نمائش ہونے والی ہے۔ جس میں ہندوستان کی صنعت کی چیزیں بھی رکھی جائیں گی۔ اس کے متعلق فرینچ ٹریڈ کمشنر سے خط وکتابت کرنی چاہیئے۔ جن کا پتہ یہ ہے

پوسٹ آفس بکس نمبر ۳۲۳ کلکتہ (ناظر امور عامہ)

نہری زمین کے لئے مزارعین کی ضرورت

اراضیات سندھ کے لئے جو انجمن نے سکھر بیراج علاقہ سندھ میں خریدی ہے۔ پنجابی مزارعین کی ضرورت ہے زمین بہت اچھی ہے۔ پانی عام ہے۔ آب وہوا نہایت خوشگوار ہے۔ اور ایک بڑا فائدہ قدرتی طور پر پنجاب سے بہت بڑھ کر یہ ہے۔ کہ وہاں کپاس کا پھل ۷ ماہ تک اترتا رہتا ہے۔ اور اس پر ایک فائدہ اور یہ ہے۔ کہ بوجہ قرب کراچی پنجاب کی نسبت ۲ ار کے ادھر ادھر بہ نسبت پنجاب کے کپاس گراں بکتی ہے۔ گندم عام طور پر ۲۰-۲۵ من فی ایکڑ ہوتی ہے۔ کپاس ۱۲-۱۴ من بیل بہ نسبت پنجاب کے وہاں ارزاں تر ہیں۔ ۶۰-۷۰ روپیہ میں اچھی جوڑی درمیانہ درجہ کی مل سکتی ہے ۞

جن دوستوں کو وہاں کاشتکاری کی غرض سے جانے کی خواہش ہو۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی روزی بھی فراخ کرے گا۔ اور سلسلہ کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ شرح بٹائی سردست یہ ہوگی۔ کہ فی من ۱۹/۱۹ سیر تو مالکوں اور مزارعوں میں تقسیم ہوگی۔ اور ۲ سیر فی من اخراجات کے لئے علیحدہ مالک کو ملیں گے۔ تخم ہر جنس کا بطور قرضہ انجمن دیا کرے گی

جن احباب کو ضرورت ہو۔ ان کو چاہیئے۔ کہ ابھی وہاں پہنچ جائیں۔ تاکہ کپاس بو سکیں۔ وہاں پہنچنے کے لئے راستہ یہ ہے۔ لاہور سے حیدر آباد سندھ۔ حیدر آباد سندھ سے میرپور خاص وہاں سے جھڈو نام سٹیشن ہے۔ وہاں سے اتر کر نبی سر کی سڑک پر راہمور ایک گاؤں ہے۔ اس کا پتہ دریافت کر لیں۔ اس گاؤں کے قریب احمد آباد اسٹیٹ ہے جہاں مینیجر اسٹیٹ کو ملیں۔ اور جتنی زمین کوئی سنبھال سکے لے کر آباد کرے۔ امراء جماعت وسیکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ تا بمقدور احباب کو توجہ دلا کر وہاں بھیجنے کی کماحقہ سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ انشاء اللہ فریقین کے لئے یہ سفر بابرکت ہوگا ۞ (خاکسار محمد اشرف افسر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مارننگ سپورٹ کلب کا ایڈریس

جس ٹی پارٹی کا ذکر گزشتہ پرچہ میں کیا گیا ہے۔ اس میں حسب ذیل ایڈریس پڑھا گیا۔

صاحب صدر بزرگان سلسلہ و احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ بزرگان کو تشریف آوری کی تکلیف اس لئے دی گئی ہے۔ کہ ہم ممبران کلب چاہتے ہیں۔ کہ اپنے ناچیز جذبات کا اظہار کر کے آپ سے امداد حاصل کریں۔ اور مفید مشوروں سے فیض یاب ہوں۔ آج سے ٹھیک تین سال قبل چند نوجوانوں نے قادیان میں سپورٹس کو معرض التوا میں پڑا ہوا دیکھ کر مارننگ کلب کا اجرا کیا۔ اس کے قیام کی غرض وغایت قادیان میں اچھے کھلاڑیوں کی ایک ایسی جماعت قائم کرنا ہے۔ جو قادیان کی سپورٹس کی شاندار روایات دیرینہ کو زندہ رکھ سکے۔ علاوہ بریں سلسلہ کی دیگر اغراض میں بھی ہر طرح سے منظم امداد دے سکے۔

کلب کے ممبران کا اکثر حصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فارغ التعلیم طلباء پر مشتمل ہے۔ اور یہ کلب ناردن انڈیا ایسوسی ایشن سے ملحق ہے۔ جو ایک باوقار ایسوسی ایشن ہے ہمارے کلب کے رجسٹرڈ ممبروں کی تعداد اس وقت چالیس کے قریب ہے جنہیں مرزا گل محمد صاحب جیسے کہنہ مشق کھلاڑی بھی شامل ہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بار ایٹ لاء۔ چودھری عبد اللہ خان صاحب بی۔ اے اگزیکٹو افسر۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سیٹھ محمد غوث صاحب۔ ڈاکٹر کیپٹن تقی الدین احمد صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ ڈاکٹر میجر حبیب اللہ شاہ صاحب۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب بار ایٹ لاء ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف یوگنڈا (افریقہ) کلب کے خاص مربی ہیں۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے جمونی کلب کے پریذیڈنٹ ہیں۔

کلب کا نظام صرف قادیان تک ہی محدود نہیں بلکہ لاہور میں بھی اس کی شاخ قائم ہے سال رواں میں باہر سے متعدد ٹیمیں قادیان میں بلائی گئیں جنمیں سے ریلوے پولیس کلب لاہور خاص طور پر قابل ذکر ہے باہر سے جو ٹیمیں آئیں وہ نہ صرف ہماری "سپورٹس مین سپرٹ" بلکہ قادیان کی فضا سے بھی متاثر ہوئیں

کلب کے ہفتہ وار اور ماہوار اجلاس کے سوا فوری ضرورت کے ماتحت خاص اجلاس بھی ہوتے ہیں۔ جن میں پچھلی کارروائی پر تنقید اور آئندہ پروگرام پر غور ہوتا ہے کھیل باقاعدہ ہوتی ہے۔ اور قادیان میں یہی ایک کلب ہے۔ جو جامعہ احمدیہ اور مدرسہ ہائی کے نوخیز کھلاڑیوں کو کھیلوں کی مشق کراتا ہے۔ اور یہ نہ صرف قادیان کے بہترین کھلاڑیوں پر مشتمل ہے۔ بلکہ یہاں سے فارغ التعلیم کھلاڑیوں کی نقل وحرکت پر بھی دلچسپی سے نظر رکھتا ہے اور اپنی بساط کے مطابق ہر طرح ان کو مدد دینے کی کوشش کرتا ہے

کلب کے متعلق اتنا عرض کر دینے کے بعد ہم اپنی چند معروضات پیش کرتے ہیں۔ قادیان کی سپورٹس پر مدت سے مردنی سی طاری ہے۔ پبلک اس میں شوق کا اظہار نہیں کرتی افسوس ہے۔ کہ بعض نامساعد حالات کے ماتحت یہاں چار پانچ سال سے ٹورنامنٹ معرض التوا میں پڑا ہوا ہے حالانکہ ٹورنامنٹ کسی خاص مالی بار کا موجب نہیں ہوتا قادیان کی سپورٹس کی شاندار روایات کا قیام واستحکام زیادہ تر کھیل سے دلچسپی لینے والے حضرات کی توجہ پر موقوف تھا۔ ہم اس سلسلہ میں یہ استدعا کرتے ہیں۔ کہ آپ صاحبان آئے حیات تازہ بخشنے کے لئے ہمارے سرپرست ہونا منظور فرمائیں اور آئندہ باقاعدہ سالانہ ٹورنامنٹ منعقد کرانے میں اعانت فرمائیں

مارننگ کلب کی بنیادی اغراض میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ قادیان کے تمام ورزشی ماحول کو اپنے تحت میں کر کے ممبروں میں ایسی سپرٹ پیدا کرے۔ کہ وہ کسی قسم کا بوجھ سلسلہ احمدیہ پر نہ ڈالیں۔ لیکن سردست کلب کی مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کھلاڑی مہمانوں کی مہمان نوازی کا خاطر خواہ انتظام کر سکیں۔ اس کے لئے ہمیں نظارت ضیافت کی امداد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کھلاڑیوں کو یہاں بلانے سے ہمارا مقصد صرف کھیل ہی نہیں۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اس ذریعہ سے [illegible] کے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ [illegible] احمدیہ میں دلچسپی لینے لگیں ہم اس موقعہ پر [illegible] تعلیم الاسلام ہائی سکول کا شکریہ ادا کئے بغیر [illegible]۔ جو نہایت مہربانی سے ہماری ہر طرح امداد فرماتے رہتے ہیں۔ اور اکثر اوقات مشکل پیش آنے پر ہمارے لئے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ بالآخر ہم جناب پریذیڈنٹ صاحب جناب ناظر صاحب تعلیم وتربیت۔ جناب ناظر صاحب ضیافت۔ پریذیڈنٹ صاحب لوکل کمیٹی اور پریذیڈنٹ صاحب کرکٹ کلب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے بیش قیمت نصائح سے مستفیض فرمائیں۔ اور کلب اپنی اغراض میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام

مرزا حمید احمد سیکرٹری مارننگ سپورٹس کلب قادیان

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی تقریر

ایڈریس کے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب نے جن کی صدارت میں یہ جلسہ ہوا۔ حسب ذیل تقریر فرمائی۔

مارننگ کلب کا قیام واقعی خوشی کا موجب ہے۔ میرے نزدیک صرف روایات دیرینہ کو قائم رکھنا ہی ضروری نہیں۔ بلکہ صحت جسمانی کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ کھیل کو ترقی دی جائے۔ وہ لوگ جن کی صحت اچھی ہوگی بہ نسبت ان لوگوں کے جو ہر وقت گھر میں بیٹھے رہتے ہیں۔ زیادہ محنت اور تندہی سے خدمت دین کر سکیں گے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان نوجوانوں کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ اور اس ذریعہ سے تبلیغ کا بھی موقعہ دے۔

جناب میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر

اس موقعہ پر جناب میر صاحب نے حسب ذیل تقریر فرمائی باہر سے آنے والی ٹیموں کے متعلق میرا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے۔ کہ اگر کلب کے ممبر مجھے پہلے سے اطلاع کر دیں۔ تو میں ان کے لئے اس قسم کے کھانے کا انتظام کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ عام شریف گھروں میں ہوتا ہے اب میں پھر اپنے اسی اصول کو دہراتا ہوں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم ان کی ریفرشمنٹ کا انتظام نہیں کر سکتے لنگر خانہ کا بجٹ پہلے ہی کم ہوتا ہے۔ اور ہر سال کے آخر میں یہ صیغہ مقروض ہو جاتا ہے۔ لنگر خانہ ہر وقت باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے لئے کھلا ہے خواہ وہ پلیئرز ہوں یا دوسرے۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں انشاء اللہ ہر ممکن مدد دینے کی کوشش کروں گا

ریاسی میں عید الاضحیٰ

قصبہ ہذا کے مسلمانوں نے عید کے دن ایک جلوس مرتب کیا۔ جو نعرۂ تکبیر بلند کرتا ہوا روانہ ہوا خاص خاص مقامات پر قربانی کی حقیقت پر تقریریں کی گئیں۔ اور نظمیں پڑھی گئیں۔ جو اہل ہنود نے پرامن رہ کر سنیں۔ اور اچھا اثر کیا۔ ہم جلوس کے منتظمین کے تہ دل سے ممنون ہیں

(نامہ نگار از ریاسی)

احمدیہ ہوزری فیکٹری کے قیام کی تجویز

دنیا کی اقتصادی مشکلات نے ہنگامۂ عظیم پیدا کر رکھا ہے: جہاں دیکھئے یہی قصہ شروع ہے۔ گویا دنیا نے جو شیکسپیر کے نزدیک۔ ایک تھیٹریکل سٹیج تھی آج ترقی کرتے کرتے پشاور کے بازار قصہ خوانی کی صورت اختیار کر لی ہے کہیں ایکونامک کانفرنس ہو رہی ہے۔ جہاں اقتصادی حالت کی طویل کہانیاں سنائی جا رہی ہیں۔ کہیں "تخفیف" کے ذریعہ آدم کے مظلوم بچوں کا خون کر کے افسانہ نگاروں کے لئے اچھا خاصہ "علمی ذخیرہ" مہیا کیا جا رہا ہے۔ پر ٹیکس بڑھا بڑھا کر اور سرکاری مطالبات میں اضافہ کر کر کے جینا محال بنایا جا رہا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ جس زمانہ میں ٹیکسوں کی شرح کم تھی اور لوگوں کے پاس روپیہ کافی تھا۔ اقتصادی مشکلات کا نام بھی سننے میں نہیں آتا تھا؟ لیکن آج جبکہ مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ تو اس کا انکار کس سے بن آئیگا۔ کہ اس کی تمام تر ذمہ داری ان ارباب حل و عقد پر ہے۔ جنہوں نے عوام الناس کو کنگال بنا دینے کی تجاویز پر عمل شروع کر دیا؟

میرے نزدیک آج حکومتوں کے لئے اقتصادی زبون حالی سے نجات حاصل کرنے کا صرف یہ ذریعہ ہے کہ وہ ایسی تجاویز پر غور کریں جن سے انکی رعایا کی مشکلات حل ہوں۔ اسی طرح مختلف ممالک کو چاہیئے کہ وہ بنی نوع انسان کی ہمدردی کے اصل پر عمل شروع کر دیں یعنی بیرونی پیداوار اور غیر ملکی مصنوعات پر اندرونی پیداوار اور ملکی مصنوعات کو فوقیت دینے کے باوجود مقاطعہ کو بند کر دیں۔ نیز مختلف قطعات زمین میں بسنے والوں کو چاہیئے کہ امداد باہمی کو اپنا شعار بنائیں۔

ماہرین اقتصادیات کا یہ عقیدہ ہے کہ حکومتوں کو اپنا بجٹ پورا کرنے کے لئے آمدنی کے ذرائع کو وسیع اور مخارج کو کم کر دینا چاہیئے۔ نیز ملکی پیداوار اور دیسی مصنوعات پر قناعت کر کے مختلف ممالک کو غیر ملکی پیداوار اور خارجی مصنوعات کا مقاطعہ کرنا چاہیئے۔ یا ڈپلومیٹک طرزبیان میں بیرونی پیداوار اور بدیشی مصنوعات سے مجتنب رہنا چاہیئے۔ اسی طرح عوام الناس کو چاہیئے کہ وہ اپنی ضروریات کم کر دیں۔ مگر میری تحقیق اس کے برخلاف ہے اور میں دنیا کے سامنے وہ نظریہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت حاصل ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اقتصادی مشکلات کے پیش نظر ایک ہوزری فیکٹری کے قیام کی تجویز منظور فرمائی تھی۔ جو بفضلہ تعالیٰ ایک لمیٹڈ کمپنی کی صورت میں حصص کی فروخت کا کام شروع کر چکی ہے اس کے مفصل حالات تو آپ کو فیکٹری کے پراسپکٹس سے معلوم ہونگے۔ جو اس کے رجسٹرڈ آفس سے مل سکتا ہے۔ میں یہاں صرف اس قدر عرض کر دیتا ہوں کہ اس کے ایک حصہ کی قیمت صرف دس روپیہ ہے جو چار اقساط میں اس طرح واجب الادا ہے کہ دو روپیہ فی حصہ ہمراہ درخواست، تین روپیہ فی حصہ درخواست کی منظوری پر، اڑھائی روپیہ بصورت مطالبہ اور اڑھائی روپیہ دوسرے مطالبہ پر جو پہلے مطالبہ سے کم از کم تین ماہ کے وقفہ اور چودہ یوم کے نوٹس پر ہوگا۔ کمپنی کا نام دی سٹار ہوزری ورکس لیمٹڈ (قادیان) ہے۔ زیر ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۹۱۳ء حکومت انگریزی میں باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کا منظور شدہ سرمایہ پانچ لاکھ روپیہ ہے۔ جو دس دس روپیہ کے پچاس ہزار حصص پر منقسم ہے۔

اس میں شک نہیں کہ احمدی بھائیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے فرمان عالی کی تعمیل میں کمپنی کے کافی حصص خرید لئے ہیں۔ مگر ابھی تک وہ تعداد پوری نہیں ہوئی جس کے بعد کمپنی کام شروع کر سکتی ہے۔ لہذا میں آپ صاحبان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس اقتصادی زبون حالی کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کو ان مشکلات سے نجات دینے کے لئے اس طرف متوجہ ہوں اور کمپنی کے آفس سے بذریعہ خط و کتابت یا اپنے نمائندگان کی معرفت جو مجلس مشاورت کے موقع پر قادیان تشریف لائیں۔ کمپنی کے حصص خریدنے کا فوراً انتظام کریں۔

یہ خیال رہے کہ اس وقت آپ پر دو فرض عائد ہوتے ہیں ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حکم کی تعمیل جو آپ نے اس سلسلہ میں آپ کو دیا ہے اور دوسرا جماعت کی اقتصادی مشکلات میں امداد۔ سو یہ دونوں اہم کام ہیں اگر آپ نے اس طرف پوری قوت کے ساتھ توجہ نہ کی تو خداوند عزوجل کے نزدیک آپ یقیناً قابل مواخذہ ہونگے

(خاکسار۔ محمد اللہ بخش ضیاء)

گلدستہ ہائے مسکین

قریشی محمد عبدالرحمن صاحب برادر ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم فرید آبادی نے اپنی تبلیغی نظمیں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی شکل میں چھاپی ہوئی ہیں۔ جن کی بہت تھوڑی تھوڑی قیمت ہے احباب [illegible]

مظلومین کشمیر کیلئے چندہ کی ضرورت

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے چندہ کشمیر کے متعلق جلسہ سالانہ پر جو ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں یہ صاف وضاحت تھی۔ کہ ہر احمدی مظلومین کشمیر کا چندہ ایک پائی فی روپیہ متواتر کم از کم دو سال تک ادا کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں اکثر جماعتیں اور افراد چندہ ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ یہ چندہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کیا جائے۔ مگر احباب کرام کی توجہ دوسرے مسلمانوں سے وصول کرنے کی طرف بہت کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو تین ماہ سے چندہ کشمیر کی آمد ماہ بماہ کم ہو رہی ہے حالانکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ کشمیر کے چندہ کی رقم نہ صرف ماہوار ڈھائی ہزار روپیہ تک چاہیئے بلکہ اتنی رقم ماہوار متواتر دو سال تک ادا ہوتی رہنی چاہیئے۔ اس لئے کہ کشمیر کا کام برابر جاری ہے۔ اور اس کے اخراجات ہو رہے ہیں اس کے ماسوا کشمیر کمیٹی پر ایک بڑی رقم قرض بھی ہے۔ پس احمدی احباب سے درخواست ہے کہ وہ چندہ کشمیر نہ صرف خود ماہوار باقاعدہ اور باشرح ادا فرمائیں بلکہ دوسرے دوستوں سے بھی وصول کر کے بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ بیواؤں اور یتیموں کی امداد کر سکیں۔

(فنانشل سکرٹری)

دو مفید ٹریکٹ

منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان نے دو مفید ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام ہے "احمدی فریق لاہور کے عقائد" اس میں بغیر ایک لفظ کا اضافہ کئے شروع سے لے کر آخر تک مولوی محمد علی صاحب کی اپنی تحریروں سے ان کے عقائد پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس طرح یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ غیر مبائعین اب جو اپنے عقائد پیش کرتے ہیں۔ ان کی تردید خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریریں کر رہی ہیں:۔ غرض بہت دلچسپ اور غیر مبائعین کو لاجواب کر دینے والا ٹریکٹ ہے

دوسرا ٹریکٹ "مسلمان کون ہے" کے نام سے لکھا گیا ہے۔ جس میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مقابلہ میں متحد ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ ان ٹریکٹوں کی قیمت فی ہزار چار روپے ہے۔ احباب خرید کر تقسیم کریں۔

270

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے لابی حلقوں میں جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی کے ہندوستانی مندوبین کے نام معلوم کرنے کی خواہش کا عام اظہار کیا جا رہا ہے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ برطانوی ہند سے ۱۷ اور دیسی ریاستوں سے سات ارکان جائنٹ کمیٹی میں شرکت کے لئے مدعو کئے جائیں گے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں۔ ہز ہائی نس سر آغا خاں۔ سر عبدالرحیم۔ مسٹر اے ایچ غزنوی۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں۔ سر فیروز سیٹھنا۔ سر ہری سنگھ گوڑ۔ پنڈت نانک چند۔ سردار بوٹا سنگھ سر تیج بہادر سپرو۔ سر این سرکار سر پرشوتم داس ٹھاکر داس۔ مسٹر ایم آر جیکر۔ ڈاکٹر امبیڈکر سر سی پی راما سوامی آئر۔ سر اکبر حیدری۔ سر لیاقت حیات خان اور سر مرزا اسمٰعیل کی نمائندگی پر یقین کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ تمام مندوبین اسی مہینہ کے آخر میں انگلستان روانہ ہو جائینگے۔

جرمن گورنمنٹ نے ایک فرمان کے رو سے تمام غیر ملکی ڈاکٹروں دندان سازوں اور کیمسٹوں کو پرشیا میں پریکٹس کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ یہ امتناعی حکم ان غیر ملکیوں پر بھی عائد ہوتا ہے جنہوں نے جرمنی میں تعلیم پائی۔

برطانیہ کے سابق وزیر خارجہ سر چیمبرلین نے برمنگھم کے ایک تازہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے نہایت زوردار الفاظ میں روس اور جرمنی کو تنبیہ کی اور کہا کہ وہ اپنے موجودہ غرور کو ترک کر دیں۔ ورنہ اس کے نتائج اچھے نہ ہونگے۔ روس میں گرفتار شدہ انگریزوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے امید ظاہر کی کہ ہاؤس آف کامنز میں سوویٹ تجارتی انقطاع بل پر بحث کے دوران میں جو زبردست جذبات ناراضگی ظاہر کئے گئے ہیں ان سے روس کو یہ احساس ہو جائیگا۔ کہ وہ اپنی موجودہ پالیسی سے برطانیہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتا اور تعلقات کا انقطاع اقتصادی طور پر اسے بہت مہنگا پڑیگا۔ جرمنی کی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے بھی سر چیمبرلین نے اندیشہ ظاہر کیا کہ نازیوں کا غرور انہیں تباہ کر دیگا۔ آپ نے کہا آج جرمنی اسلحہ جات میں دوسرے ممالک کے مساوی حقوق مانگ رہا ہے۔ اور معاہدہ جات پر نظر ثانی کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن ۔۔۔ وہ اسی طاقت اپنی حفاظت کے لئے استعمال کریگا دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے لئے نہیں اس وقت تک ان مطالبات کو منظور نہیں کیا جا سکتا جرمنی کا موجودہ رویہ اور یہودیوں کے ساتھ اس کا سلوک نہایت افسوسناک ہے۔

حیدرآباد (سندھ) سے معاصر ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس شہر کا تاریخی قلعہ عنقریب ہموار کر دیا جائیگا تاکہ شہر کی گنجان آبادی کو سہولت ہو۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ ہے اور اس کے وسیع رقبہ کی فروخت سے جو ایک میل کے قریب ہے۔ میونسپلٹی کو بہت نفع حاصل ہوگا۔

چلی (ساؤتھ امریکہ) میں ڈان کارلو نے جو سوشلسٹ حکومت قائم کی تھی۔ ۹ اپریل کی اطلاع ہے کہ اس کا خاتمہ ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس گورنمنٹ نے اپنی زندگی کے ایک سو دنوں میں پانصد نئے قانون بنائے اور اس مختصر سی حکومت پر بیس لاکھ تیس ہزار پونڈ خرچ ہوئے۔

برلن کے حلقہ مالیات کا بیان ہے کہ اس افواہ میں کہ جرمنی طلائی معیار ترک کرنے والا ہے کوئی صداقت نہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں ان کا ایک حصہ گذشتہ پرچہ میں درج کیا جا چکا ہے۔ باقی تجاویز یہ ہیں کہ میٹریکولیشن امتحان کے بعد تین جماعتیں اعلیٰ سیکنڈری جماعتیں کہلائینگی۔ اور ان کے نام فرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ ایئر ہونگے تھرڈ ایئر کے بعد ہائر سیکنڈری کا امتحان لیا جائیگا اور وہ موجودہ انٹرمیڈیٹ امتحان کا قائم مقام ہوگا۔ پہلی ڈگری جس کا نصاب ۔۔۔ سال کا ہوگا اس کے خاتمہ پر امیدوار ۔۔۔ امتحان میں شامل ہو سکیں گے۔ آرٹ و سائنس کے ایم اے کی ڈگری کا بی اے کی ڈگری کے ایک سال بعد امتحان ہوگا۔ لاء کالج کے متعلق سفارش کی گئی ہے کہ وہاں کا نصاب تعلیم دو سال کی بجائے تین سال کا ہونا چاہیے۔ نیز کیمسٹری اور علم نباتات کے مضامین کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور سفارش کی گئی ہے کہ خواتین کے لئے جدید طریق تعلیم اور علیحدہ نصاب مقرر کیا جائے۔

یو۔پی گورنمنٹ نے بنارس میونسپل بورڈ کو اس کی بدنظمی کی وجہ سے معطل کر دیا ہے۔

نیویارک سے ۱۶ اپریل کی اطلاع ہے کہ ۱۹۔ اپریل کی آدھی رات کو چھیالیس ریاستوں میں شراب سے پابندی اٹھ جائیگی۔ اور ہوٹلوں کلبوں اور طعام خانوں وغیرہ میں مختلف قسم کی شرابیں موجیں مارتی نظر آئیں گی۔

امریکہ میں آئرلینڈ کا ۔۔۔ پریذیڈنٹ امریکہ کے مشیر اقتصادیات کے ساتھ آئرلینڈ اور امریکہ میں تجارتی تعلقات قائم کرنے کے متعلق گفت و شنید شروع کر دی ہے معلوم ہوا ہے کہ آئرلینڈ کی حکومت نے اور بھی مختلف حکومتوں کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

واشنگٹن فیڈرل بیورو نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ بارہ سال میں جب سے قانون ممانعت شراب جاری ہوا۔ ۵½ لاکھ آدمیوں کو اس قانون کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ صرف پچھلے سال ۸۰۳۰۳ گرفتاریاں ہوئیں۔

ہز ایکسیلنسی نواب صاحب چھتاری نے ۷۔ اپریل کو یو۔پی کی گورنری کا چارج لے لیا۔ یہ رسم لکھنؤ گورنمنٹ ہاؤس کے ہال میں ادا کی گئی۔ حاضرین کی تعداد ججوں گورنمنٹ کونسلروں وزراء سرکاری حکام اور دیگر سربرآوردہ اشخاص پر مشتمل تھی۔ سر شاہ محمد سلیمان صاحب چیف جسٹس ہائیکورٹ کی عدم موجودگی کے باعث سر دلال گوپال آچاریہ چیف سکرٹری نے ملک معظم کا حکم پڑھ کر سنایا اور نواب صاحب کو حلف وفاداری دیا اس کے بعد نواب صاحب موصوف نے قرآن پاک کو بوسہ دیا۔ اور دعوت گاہ میں تشریف لے گئے۔

لنڈن سے ۱۰ اپریل کی اطلاع ہے کہ جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی کا اجلاس ڈیڑھ ماہ تک جاری رہیگا۔

ہٹلر نے جرمنی میں اپنے خاص آرڈیننس کے ذریعہ رومن کیتھولک کے تین صد اخبارات حکماً بند کر دئے ہیں حالانکہ جرمنی میں رومن کیتھولک لوگوں کی تعداد ۲ کروڑ ہے۔

ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھائی کرنے والے افسر مسٹر گپتا اور ان کے دو اسسٹنٹ ۹۔ اپریل کو ایک غبارے کے پھٹ جانے سے بری طرح مجروح ہوئے۔ غبارے میں ہائیڈروجن بھری ہوئی تھی اور وہ اسے مختلف بلندیوں کی ہوائی طاقت معلوم کرنے کے لئے ہوا میں اڑانے کو تھے کہ غبارے میں آگ لگ گئی اور تینوں بری طرح جل گئے۔ مسٹر گپتا کا اس حادثہ کے فوراً بعد انتقال ہو گیا۔

حج بل اسمبلی میں ۱۰ اپریل کو $\frac{49}{12}$ ووٹوں کی نسبت سے پاس ہو گیا۔ سات منتخب شدہ مسلمان ممبر غیر جانبدار رہے

سونے چاندی کا نرخ امرتسر کے بازار صرافہ میں ۱۰ اپریل کو حسب ذیل تھا۔ سونا ۳۰ روپے ۱۱ر تولہ چاندی ۵۳ روپے ۱۲ر۔ پونڈ ۱۹ روپے

مقدمہ سازش میرٹھ کے ملزمان کی اپیل کی سماعت ۱۰۔ اپریل کو الہ آباد ہائیکورٹ میں شروع ہو گئی۔

سوویٹ حکومت کے مظالم سے تنگ آکر افغانستان کے راستہ سے مسلمانوں کے بڑے بڑے قافلے ہندوستان آ رہے ہیں۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق روس میں مسلمانوں کے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی